ایک تم سے کیا محبت ہوگئی

ساری دنیا

ہی سے نفرت ہوگئی

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد
فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحید تو یہ ہے خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

تمہید

ایک طرف ناچیز کا اکثر ماحول خالص دنیاداری اور غلفت کا رہا اور احقر کے کچھ اہل تعلق ایسے ہیں جو اپنے خیال میں دینی امور کے لحاظ سے پورے دیندار اور دنیاوی امور میں پورے آزاد۔ وہ دین و دنیا کی جامعیت کے حصول کی خودفریبی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ وہ اجتماع ضدین ہے۔ جو محال ہے۔۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں
ایں خیال است ومحال است و جنوں

دوسری طرف اللہ کریم کے خاص فضل ورحمت سے ناچیز کو خالص دینی ومعیاری ماحول سے بھی خادمانہ تعلق ہے۔ جس میں بندہ خود کو ایسا محسوس کرتا ہے جیسا کو ازاج ہنسوں میں شامل ہوگیا ہو۔ اس صورت حال کی وجہ سے بندہ کو ایک اندرونی بے چینی اور ذہنی کشمکش لاحق ہے۔ اس سے قبل ایک مقالہ ''محبت ومحبوبیت'' کے نام سے لکھا۔ اس کے بعد عام لوگوں اور احباب دوستوں اور اپنے عزیزوں کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ہم میں محبت کے جذبات اعمال کے مثبت پہلو یعنی حب فی اللہ میں اتنی کمی نہیں جتنی منفی پہلو یعنی بغض فی اللہ میں کمی ہے اور صرف کمی ہی نہیں بلکہ مبغوض اعمال اور مبغوض خیالات کے ساتھ صلح ورضامندی اور پسندیدگی تک نوبت پہنچ گئی ہے جو کہ بہت خطرناک حالت ہے اور علماء نے اس کو کبیرہ گناہوں مین شمار کیا ہے۔ مثلا دیکھا جاتا ہے کہ عبادات' اذکار' نوافل کی پابندی کے ساتھ معاشرت' معیشت واخلاق میں پوری آزادی خصوصا اولاد کے معاملہ میں ان کی دنیاوی ترقی کے ظنی اسباب کو اس درجہ ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ جن سے چاہے آخرت بالکل ہی تباہ ہوجائے یا کم ازکم بچہ آخرت کی تباہی کے راستہ پر پڑ جائے۔ والدین کے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ ہم تو اب دنیا کے قابل رہے نہیں۔ چلو ہم جنت ہی کے اعمال کر لیتے ہیں مگر یہ ہماری پیاری اولاد خدانخواستہ ابھی سے جنت کی تیاری میں کیوں لگے۔ ہم نے ان کو قرآن پڑھادیا (بلکہ بعض تو حفظ بھی کرادیتے ہیں) اگر بڑے ہو کر خود جنت کے راستہ پر آجائیں تو ان کی قسمت مگر اب ہم تو پوری طرح نصرانی سکولوں کے ذریعہ ان کی ایسی تربیت کریں گے کہ جنت کے راستہ کی استعداد ہی خراب ہوجائے اور بچپن میں جو رواج یا شوق کے تحت قرآن پڑھ لیا تھا اس میں وقت ضائع ہونے کا افسوس کریں یہ نیک لوگ اپنی تربیت کردہ اولاد کے لئے تہجد میں ہدایت کی دعائیں مانگ کر اپنے آپ کو سبکدوش سمجھتے ہیں' مگر یہ نہیں سمجھتے کہ قیامت کے دن اولاد جھگڑے گی اور بارگاہ خداوندی میں یوں عرض کرے گی۔ ربنا اطعنا سادتنا و کبرا نا فاضلو السبیلا یعنی گمراہی کا الزام بڑوں پر لگائے گی۔ یہی معاملہ اولاد کی شادیوں میں اور یہی طرز عمل اپنے کاروبار اور دیگر معاملات وتعلقات میں ہوتا ہے۔ حب فی اللہ کے اعمال میں اکثر مال کی قربانی یا جسمانی مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بغض فی اللہ میں اکثر جاہ کی قربانی اور جی چاہنے کے خلاف قلبی محبتوں کے خلاف رواج اور ماحول کے خلاف کرنا پڑتا ہے جو کہ نسبتا بہت مشکل ہے۔ اس لئے ارادہ کیا جیسے ایمان کی ایک دستاویز حب فی اللہ یعنی محبت میں ایک رسالہ لکھا اسی طرح ایمان کی ایک دوسری

دستاویز بغض فی اللہ میں بھی کچھ لکھا جائے تا کہ محبت کے مضمون کی تکمیل ہو۔ کیونکہ یہ دونوں دستاویزیں بہت حد تک آپس میں لازم وملزوم ہیں کہ ایمان بلامحبت کے نہیں اور حب فی اللہ بغض فی اللہ کو بھی چاہتا ہے۔ جتنی ان دونوں صفتوں میں کمی ہوتی ہے اتنی ہی ایمان میں کمزوری ہوتی ہے۔ پھر ان کمزور ایمان کے ساتھ نماز روزہ حج زکوۃ جیسی عظیم الشان عبادات جن پر اسلام کی بنیاد ہے اور یہی ارکان اسلام ہیں جو محض صورت بلا روح کے رہ جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی باقی زندگی پر کوئی نمایاں اثر نہیں ہوتا اور معاملات واخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی اور ایسا ایمان والا اسلام کے برکات وثمرات سے خود بھی محروم رہتا ہے اور ایسی دینداری میں غیروں کے لئے بھی کوئی کشش نہیں ہوتی۔

اس مختصر رسالہ میں تین فصلیں ہوں گی۔ فصل اول بغض فی اللہ کا حکم آیات واحادیث میں، فصل دوم بغض فی اللہ میں صحابہ کرام اور بزرگوں کے واقعات کا اپنے حالات سے موازنہ۔ فصل سوم بغض فی اللہ کے حاصل کرنے کا طریقہ تو وہی ہے جو محبت کے حصول کا طریقہ۔ رسالہ ''محبت ومحبوبیت'' میں لکھا جا چکا کہ یہ بھی محبت ہی کے لوازمات اور اداب میں سے ہے۔

ایک تم سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا ہی سے نفرت ہو گئی

اور اگر سچی محبت ہوئی تو۔

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

اس تحریر میں سوچنے اور فکر کرنے کی دعوت ہے تا کہ اپنے اندر حب فی اللہ کے ہونے کے دعویٰ کی حقیقت سامنے آئے اور اپنے ایمان کی قوت وضعف کا حال معلوم ہو جس پر ہماری عبادات واعمال خیر کے وزن وقیمت کا مدار ہے۔

فصل اول آیات قرآنی

☆ یاایھا الذین امنو الاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

☆ ولاترکنو الی الذین ظلمو فتمسکوالنار ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا اور نہ تمہیں آگ پکڑے گی۔

☆ قل ان کان ابآؤکم وابناؤکم واخوائکم وازواجکم و عشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔

اے محبوب ﷺ آپ ان لوگوں سے صاف صاف فرما دیجئے کہ اگر تمہارے ماں باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارا وہ مال ودولت جس کو تم نے محنت سے کمایا ہے اور تمہاری وہ چلتی ہوئی تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے رہنے کے وہ اچھے مکانات جو تم کو پسند ہیں، اللہ اور اللہ کے محبوب (ﷺ) اور اللہ کے دین کی راہ میں جدوجہد سے زیادہ تم کو محبوب ہیں تو انتظار کرو تا آنکہ اللہ

تعالیٰ اپنا حکم اور فیصلہ نافذ کرے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

☆ یاایھاالنبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماوھم جھنم وبئس المصیر اے محبوب (ﷺ) کفار سے اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے' ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

☆ فلا وربك لایؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما اے محبوب (ﷺ)! تیرے پروردگار کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حکم بنائیں تجھے اپنے نزاعی معاملات میں پھر (جب تو اپنا فیصلہ دیدے تو) کوئی تنگی اور ناگواری نہ پائیں اپنے دلوں میں تیرے فیصلہ سے اور تسلیم کرلیں اس کو پوری طرح مان کر۔

☆ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجدالحرام ان تعتدوا ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے مسجد حرام میں جانے سے روک دیا ہے وہ بغض تمہارے لئے اس کا باعث نہ بن جائے کہ تم حد سے نکل جاؤ۔

اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ بغض ہوتے ہوئے بھی زیادتی نہ کرو بغض اپنی جگہ ہے اور انصاف اپنی جگہ۔

☆ لاتجدو اقوما یؤمنون بالله والیوم الاخریودون من حادالله ورسوله ولوکانو آباء ھم اوابناء ھم اواخوانھم اوعشیرتم اولئك کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منھم ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی الله عنھم ورضواعنه اولئك حزب الله الاان حزب الله ھم المفلحون ۔ تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوں اللہ کے اور اس کے محبوب ﷺ کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کرے گا ان کو اپنے باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہمیشہ رہیں گے ان میں' اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی' وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا' بے شک! جو گروہ اللہ کا وہی مراد کو پہنچے۔

مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا' اس کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہی سچے ایمان والے ہیں' ان کو یہ درجے ملتے ہیں' صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ اللہ و رسول ﷺ کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سلسلہ میں ابوعبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا جنگ بدر میں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہو گئے۔ مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو حضرت علی بن ابی طالب اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ بن حارث نے اپنے اقارب عتبہ' شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور رئیس المنافقین کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ حکم کریں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کروں' لیکن آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔ فرضی الله عنھم ورضواعنه ورزقنا الله تعالیٰ حبھم واتباعھم واماتنا علی جبھم۔ آمین

احادیث مبارکہ

☆ عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم لا بی ذر ائ عری الایمان اوثق؟ قال الله ورسوله اعلم قال الموالاة فی الله والحب فی الله والبغض فی الله (رواه البیهقی کذافی المعارف)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ بتلاؤ ایمان کی کون سی دستاویز زیادہ مضبوط ہے۔ (یعنی ایمان کی شعبوں میں کونسا شعبہ زیادہ پائیدار ہے) ابوذر نے عرض کی اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کو ہی زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کے لئے باہمی تعلق وتعاون اور اللہ کے واسطے کسی سے محبت اور اللہ ہی کے لئے کسی سے بغض وعداوت۔

☆ عن ابی ذر رضی الله عنهماقال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ان احب الاعمال الی الله تعالیٰ الحب فی الله والبغض فی الله ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روح کائنات ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور وہ بغض وعداوت جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو (مشکوۃ)۔

مشکوۃ شریف میں ایک حدیث میں ہے کہ اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله العرش جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور عرش تھرتھرانے لگتا ہے۔

اعتدال میں ''جامع الصغیر'' سے ایک حدیث نقل کی ہے' اہل معاصی کے بغض کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے یہاں تقرب حاصل کرو اور ان سے ترش روی سے ملو اور ان سے نارضگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرو اور ان سے دور رہنے میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو۔ مطلب یہ لکھا ہے کہ اس معصیت سے بغض رکھو نہ کہ اس شخص کی ذات سے۔ من احب لله وابغض لله ومنع لله فقه استکمل الایمان جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے بغض کیا' اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے نہ دیا تو اس نے ایمان کامل کر لیا (رواہ ابوداؤد)۔

بغض فی اللہ میں صحابہ اور بزرگوں کے واقعات

اور ساتھ ساتھ اپنے خالات کا موازنہ' کہ یہ دیکھیں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی فرمانبرداری کہاں تک کرتے ہیں۔ جس پر ہم لوگ ہر وقت اس کے بھی منتظر رہے ہیں کہ وہ برکات وترقیات وثمرات جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوتے تھے' ہمیں بھی حاصل ہوں۔ اگر واقعی ہم لوگ اس چیز کے متمنی ہیں تو ہمیں بھی وہ کرنا چاہئے جو وہ حضرات کر کے دکھلا گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا چادر جلا دینا

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ رحمت دو جہاں ﷺ کے ساتھ تھے۔ میں راحت جاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے اوپر ایک چارتھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے؟ مجھے اس سوال سے محبوب ﷺ کی ناراضگی کے آثار معلوم ہوئے۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے چولہا جلا رکھا تھا' میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ دوسرے روز جب حاضری ہوئی تو راحت جاں ﷺ نے فرمایا وہ چادر کیا

ہوئی' میں نے قصہ سنا دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی' عورتوں کے پہننے میں تو مضائقہ نہ تھا (ابوداؤد)۔

اگر چہ چادر کے جلا دینے کی ضرورت نہ تھی' مگر جس کے دل میں کسی کی ناراضگی اور ناگواری کی چوٹ لگی ہوئی ہو وہ اتنی سوچ کا متحمل ہی نہیں ہوتا کہ اس کی کوئی اور صورت بھی ہو سکتی ہے۔ ہاں مجھ جیسا نالائق ہوتا تو نہ معلوم کتنے احتمالات پیدا کر لیتا کہ یہ ناگواری کسی درجہ کی ہے اور دریافت تو کروں اور کوئی صورت اجازت کی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور حاکم کائنات ﷺ نے پوچھا ہی تو ہے منع تو نہیں کیا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے صاحبزادے سے کلام چھوڑ دینا

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ محسن کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ابن عمر کے ایک صاحبزادہ نے عرض کیا کہ ہم تو اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اس کو آئندہ چل کر بہانہ بنا لیں گی آزادی وفساد اور آلودگی کا۔ حضرت ابن عمر بہت ناراض ہوئے برا بھلا کہا اور فرمایا کہ میں تو مالک دو جہاں ﷺ کا ارشاد سناؤں اور تو کہے اجازت نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد سے ہمیشہ کے لئے ان صاحبزادہ سے بولنا چھوڑ دیا (مسلم ابوداؤد)۔

ف:۔ صاحبزادہ کا یہ کہنا کہ فساد کا حیلہ بنا لیں گی اپنے زمانہ کی حالت کو دیکھ کر تھا' اسی وجہ سے خودام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر راحت جاں ﷺ اس زمانہ کی عورتوں کا حال دیکھتے تو ضرور عورتوں کو مسجد جانے سے منع فرما دیتے حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ محبوب کبریاء ﷺ کے کچھ زیادہ بعد کا نہیں۔ لیکن اس کے باوجود حضرت ابن عمر کو اس کا تحمل نہیں ہو سکا کہ محبوب ﷺ کے ارشاد کو سن کر اس میں کوئی تردد یا تامل کیا جائے اور صرف اس بات پر کہ محبوب کریم ﷺ کے ارشاد پر انہوں نے انکار کیا عمر بھر نہیں بولے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی اس میں دقتیں اٹھانی پڑیں کہ روح کائنات ﷺ کے ارشاد کی اہمیت کی وجہ سے جو ان کی جان تھی مسجد سے روکنا بھی مشکل تھا اور زمانہ کے فساد کی وجہ سے جس کا اندیشہ اسی وقت سے شروع ہو گیا تھا اجازت بھی مشکل تھی۔

حضرت ابن مغفل کا اپنے بھتیجے سے کلام چھوڑ دینا

☆ حضرت عبداللہ بن مغفل کا ایک نوعمر بھتیجہ خذف سے کھیل رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا اور فرمایا کہ برادرزادہ! ایسا نہ کرو مالک دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں' نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور اتفاقاً کسی کے لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے۔ دانت ٹوٹ جائے' بھتیجہ کم عمر تھا۔ اس نے جب چچا کو غافل دیکھا پھر کھیلنے لگا۔ انہوں نے دیکھ لیا اور فرمایا کہ تجھے رحمت دو جہاں ﷺ کا ارشاد سناتا ہوں تو پھر اسی کام کو کرتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد ہے خدا کی قسم نہ تیرے جنازہ میں شریک ہوں گا نہ تیری عیادت کروں گا (ابن ماجہ' داری)۔

نوٹ خذف اس کو کہتے ہیں کہ انگوٹھے پر چھوٹی سی کنکر رکھ کر اس کو انگلی سے پھینک دیا جائے۔ بچوں میں اس طرح عام طور سے کھیلنے کا مرض ہوتا ہے وہ ایسا تو ہوتا نہیں کہ اس سے شکار ہو سکے ہاں آنکھ میں اگر کسی کے اتفاقاً لگ جائے تو زخمی کر دے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کو اس کا تحمل نہ ہو سکا کہ محبوب دو جہاں ﷺ کا ارشاد سنانے کے بعد بھی وہ بچہ اس کام کو کرے' ہم لوگ صبح سے شام تک محسن کائنات ﷺ کے کتنے ارشادات سنتے ہیں اور ان کا کتنا

اہتمام کرتے ہیں ہر شخص خود ہی اپنے متعلق فیصلہ کرسکتا ہے۔

بدر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وابن ابوبکر کا واقعہ

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کیا کہ ابا جان جنگ بدر کے موقع پر آپ میرے سامنے آگئے تھے میں قتل کرسکتا تھا لیکن پدری تعلق کی وجہ سے رخ موڑ کر چلا گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹا تو اگر میرے سامنے آجاتا تو میں ہرگز نہ چھوڑتا، قتل کر ڈالتا کیونکہ اس وقت تو دشمنانِ اسلام کے لشکر میں شریک ہوکر آیا تھا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اپنے باپ کو بستر پر نہ بٹھانا

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا محبوب دو جہاں ﷺ سے پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ دونوں خاوند بیوی ساتھ ہی مسلمان ہوئے۔ حبشہ کی ہجرت بھی اکٹھے ہی کی۔ وہاں جا کر خاوند مرتد ہوگیا اور اسی حالت ارتداد میں انتقال کیا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیوگی کا زمانہ حبشہ ہی میں گزارا۔ محسن کائنات ﷺ نے وہیں نکاح کا پیغام بھیجا اور حبشہ کے بادشاہ کی معرفت نکاح ہوا۔ نکاح کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ صلح کے زمانہ میں ان کے باپ ابوسفیان مدینہ طیبہ آئے کہ رحمت دو جہاں ﷺ سے صلح کی مضبوطی کے لئے گفتگو کرنی تھی۔ بیٹی سے ملنے گئے، وہاں بستر بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر الٹ دیا۔ باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے بستر بچھانے کے اس بچھے ہوئے کو بھی الٹ دیا۔ پوچھا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں تھا اس لئے لپیٹ دیا یا میں بستر کے قابل نہیں تھا؟

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پیارے اور پاک رسول ﷺ کا بستر ہے اور تم بوجہ مشرک ہونے کے ناپاک ہو اس پر کیسے بٹھا سکتی ہوں۔ باپ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور کہا کہ تم مجھ سے جدا ہونے کے بعد بری عادتوں میں مبتلا ہوگئی ہو مگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پر محبوب کریم ﷺ کی جو عظمت تھی اس کے لحاظ سے وہ کیسے اس کو گوارا کرسکتی تھیں کہ ناپاک مشرک باپ ہو یا کوئی غیر، محبوب کبریاء ﷺ کے بستر پر بیٹھ سکے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کا اپنے باپ سے معاملہ

☆ ایک غزوہ سے واپسی پر جب مدینہ منورہ قریب آیا تو حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی جو پکے مسلمانوں میں تھے۔ مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہوگئے اور باپ عبداللہ بن ابی سے کہنے لگے کہ تمہیں اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک تو اس کا اقرار نہ کرلے کہ تو ذلیل ہے اور محمد ﷺ عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ صاحبزادہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ بہت احترام اور نیکی کا برتاؤ کرنے والا تھا لیکن محبوب دو جہاں ﷺ کے مقابلہ میں تحمل نہ کرسکے (کیونکہ ان کے باپ نے جو کہ منافق تھا مدینہ سے باہر کہا تھا کہ ہم مدینہ پہنچ کر عزت والے مل کر ذلیلوں کو نکال دیں گے) آخر مجبور ہوکر اقرار کیا واللہ میں ذلیل ہوں اور محمد ﷺ عزیز ہیں۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں داخل ہوسکا۔

رابعہ بنت معوذ کی غیرت

☆ حضرت ربیع کے والد حضرت معوذ رضی اللہ عنہ ابوجہل کے قتل کرنے والوں میں ہیں۔ ایک عورت جس کا نام ''اسماء'' تھا۔ عطر بیچا کرتی تھی وہ ایک مرتبہ چند عورتوں کے ساتھ ربیعہ کے گھر بھی گئی اور ان سے نام حال پتہ وغیرہ جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے دریافت کیا۔ انہوں نے بتلا دیا ان کے والد کا نام سن کر کہنے لگی کہ تو

اپنے سردار کے قاتل کی بیٹی ہے۔ ابو جہل چونکہ عرب کا سردار سمجھا جاتا تھا اس لئے اپنے سردار کا قاتل کہا' یہ سن کر ربیعہ کو غصہ آ گیا' کہنے لگیں میں غلام کے قاتل کی لڑکی ہوں۔ ربیعہ کو غیرت آئی کہ ابوجہل کو اپنے باپ کا سردار سنے۔ اس لئے انہوں نے اپنے غلام کے لفظ سے ذکر کیا۔ اسماء کو تو ابوجہل کے متعلق غلام کا لفظ سن کر غصہ آیا اور کہنے لگی کہ مجھ پر حرام ہے کہ تیرے ہاتھ عطر فروخت کروں۔ ربیع نے کہا کہ مجھ پر بھی حرام ہے کہ تجھ سے عطر خریدوں۔ میں نے تیرے عطر کے سوا کسی عطر میں گندگی نہیں دیکھی۔ ربیعہ کہتی ہیں کہ میں نے بدبو کا لفظ اس کے جلانے کو کہا تھا۔ یہ حمیت اور دینی غیرت تھی کہ دین کے اس سخت دشمن کے متعلق وہ سردار کا لفظ سن نہ سکیں۔ آج کل دین کے بڑے سے بڑے دشمن پر بھی اس سے اونچے اونچے لفظ بولے جاتے ہیں اگر کوئی شخص منع کرے تو وہ تنگ نظر بتایا جاتا ہے۔ محبوب کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافق کو سردار مت کہو اگر وہ تمہارا سردار ہو گیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا (ابوداؤد)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا طواف سے انکار

☆ صلح حدیبیہ میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قاصد بنا کر سرداران مکہ کے پاس بھیجا۔ وہ تشریف لے گئے تو صحابہ کو رشک ہوا کہ عثمان مزے سے کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا مجھے امید نہیں کہ وہ میرے بغیر طواف کریں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں داخل ہوئے تو ابان بن سعید نے ان کو اپنی پناہ میں لے لیا اور ان سے کہا کہ جہاں دل چاہے چلو پھرو تم کو کوئی نہیں روک سکتا۔ حضرت عثمان ابوسفیان وغیرہ مکہ کے سرداروں سے ملتے رہے اور محبوب دوجہاں ﷺ کا پیغام پہنچاتے رہے' جب واپس ہونے لگے تو کفار نے خود درخواست کی کہ تم مکہ میں آئے ہو طواف کرتے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ محبوب کریم ﷺ تو روکے گئے ہوں اور میں طواف کر لوں۔ قریش کو اس جواب پر غصہ آیا جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔ مسلمانوں کو خبر پہنچی کہ ان کو شہید کر دیا گیا۔ اس پر رحمت دوجہاں ﷺ نے مسلمانوں سے آخر دم تک لڑنے پر بیعت کی تھی جو بیعت شجرہ یا بیعت رضوان کہلاتی ہے۔ اس قصہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا احرام کی حالت میں مدینہ منورہ سے چل کر بیت اللہ شریف کے پاس پہنچ کر اور طواف کے لئے کفار کی خود درخواست پیش کرنے کے بعد طواف سے انکار کرنا محبوب دوجہاں ﷺ کے ساتھ بے انتہا عشق و محبت کی خبر دیتا ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو انکار

☆ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی ننھیال جا رہے تھے۔ بنوقیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں زید بھی تھے۔ یہ بچے تھے غلام بن کر فروخت ہوئے تو حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس کو خرید لیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو محبوب دوجہاں ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دیا۔ حارثہ کو ان کے فراق کا بے حد صدمہ تھا۔ وہ ان کے فراق میں اشعار پڑھتے تھے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا وہاں پر انہوں نے زید کو پہچانا' باپ کا حال سنایا شعر سنایا اور ان کی یاد اور فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں خیریت سے ہوں تم غم اور صدمہ نہ کرو میں بڑے کریم لوگوں کی غلامی میں ہوں۔ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے اور پتہ بتلایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے

اور محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے پڑوسی ہو' تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو بھوکوں کو کھانا دیتے ہو ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں۔ ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کرلو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ زید رضی اللہ عنہ کی طلب میں ہم لوگ آئے ہیں۔ شاہ خوباں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بس اتنی سے بات ہے۔ عرض کیا بس یارسول اللہ ﷺ یہی عرض ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کو بلالو اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا آپ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان کیا۔ یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بلائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان کو پہچانتے ہو۔ یہ عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں' یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ محسن کائنات ﷺ نے فرمایا میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے' میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو۔ ان کے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضور (ﷺ) میں آپ کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں۔ آپ ﷺ میرے لئے باپ کی جگہ ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ چچا نے کہا۔ زید غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ زید نے کہا ہاں۔ میں نے ان میں (رحمت دو جہاں ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ محبوب کریم ﷺ نے جب جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا ہے۔ زید کے والد اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت زید اس وقت بچے تھے۔ بچپن کی حالت میں سارے گھر کو عزیز و اقارب کو غلامی پر قربان کر دینا جس محبت کا پتہ دیتا ہے وہ ظاہر ہے۔

انصاری کا مکان گرانا

☆ شاہ خوباں ﷺ ایک مرتبہ دولت کدہ سے باہر تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ایک قبہ (گنبد دار حجرہ) دیکھا جو اونچا بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ محبوب کبریاء ﷺ سن کر خاموش ہو رہے کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے اور سلام کیا۔ محبوب کبریاء ﷺ نے اعراض فرمایا سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو دوبارہ سلام کیا۔ مالک کائنات ﷺ نے پھر بھی اعراض فرمایا اور جواب نہ دیا وہ اس کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ صحابہ سے جو وہاں موجود تھے دریافت کیا۔ پوچھا تحقیق کیا کہ میں آج محبوب ﷺ کی نظروں میں پھرا ہوا پاتا ہوں خیر تو ہے۔ انہوں نے کہا محبوب ﷺ باہر تشریف لے گئے تھے۔ راستہ میں تمہارا قبہ دیکھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ یہ سن کر وہ انصاری فوراً گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین کے برابر کر دیا کہ نام ونشان ہی نہ رہا اور پھر آ کر عرض بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حاکم کائنات ﷺ ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا صحابہ نے عرض کیا کہ انصاری نے مالک دو جہاں ﷺ کے اعراض کا کئی روز ہوئے ذکر کیا تھا ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارا قبہ دیکھا ہے۔ انہوں نے جا کر اس کو بالکل توڑ دیا۔ مالک دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت مجبوری اور

ضرورت کی ہو۔

نوٹ یہ کمال عشق کی بات ہے ان حضرات کو اس کا تحمل ہی نہیں تھا کہ چہرہ انور کو رنجیدہ دیکھیں یا کوئی شخص اپنے سے محبوبِ دو جہاں ﷺ کی گرانی کو محسوس کرے۔ ان صحابی نے قبہ کو گرایا اور پھر یہ بھی نہیں کہ گرانے کے بعد جتانے کے طور پر آ کر کہتے کہ آپ کی خوشی کے واسطے گرا دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا سرخ چادروں کا اتارنا

☆ حضرت رافع کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ شاہ خوباں ﷺ کے ہم رکاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں۔ جن میں سرخ ڈورے تھے۔ روح کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے۔ جان کائنات ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایسے گھبرا کر اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی ادھر ادھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتار دیں۔

سر کے بال کاٹنا

☆ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا۔ میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے آیا تو ارشاد فرمایا "زباب زباب" میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا ہے۔ میں واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا۔ جب دوسرے دن حاضر خدمت ہوا تو ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔ زباب کے معنی منحوس کے بھی ہیں اور بری چیز کے بھی۔ یہ اشاروں پر مرمٹنے کی بات ہے کہ منشا سمجھنے کے بعد خواہ وہ غلط ہی سمجھا ہو اس کے تعمیل میں دیر نہ ہوتی تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست کہ تھوڑی نرمی فرمادیں

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کی ابتداء میں بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور ہر طرف سے ارتداد کا زور تھا۔ ایسی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر نے بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ تھوڑی سی نرمی فرمادیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں متشدد اور زمانہ اسلام میں نامرد و بزدل۔ خدا کی قسم جو شخص ایک بکری کا بچہ زکوٰۃ کا محبوب دو جہاں ﷺ کے زمانہ میں دیتا تھا اور اب نہ دے گا اس سے بھی قتال کروں گا۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ اگر ایک رسی بھی زکوٰۃ کی اس وقت دیتا تھا اور اب نہ دے گا تو اس سے بھی قتال کروں گا۔ یہ تھی دین پر پختگی اور دین کا تحفظ کہ ان حضرات کے ہاں رحمت دو جہاں ﷺ کے اتباع سے ذرا سا ہٹنا بھی یقینی طور سے اپنی ہلاکت کے مترادف اور سخت مشکل تھا۔

محبوب اقدس ﷺ کے فیصلہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

☆ دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ حاکم کائنات ﷺ کی بارگاہ میں قصہ پہنچا۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے ایک شخص کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا۔ اس نے درخواست کی کہ اس قصہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادیں۔ محبوب کریم ﷺ نے قبول فرمالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں قصہ پہنچا اور پورا واقعہ معلوم ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار نکال کر اس شخص کو قتل کر دیا جو ان کے ہاں مرافعہ لے کر گیا تھا اور فرمایا کہ جو شخص حاکم کائنات ﷺ کے فیصلہ کو قبول نہ کرے اس کا میرے یہاں یہی فیصلہ ہے۔

لیکن آج حاکم کائنات ﷺ کے فیصلوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ آج محبوب کبریاء ﷺ کے کتنے ارشادات کے خلاف طبع آزمائی ہو رہی ہے۔ محبوب دوجہاں ﷺ کی کتنی سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ محبوب کریم ﷺ کے زوردار احکام کی کس بے دردی سے مخالفت کی جا رہی ہے۔ ایک دو ہوں تو کوئی گنوا دے۔

جہاد میں ریشمی لباس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سختی

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب پہلی مرتبہ بیت المقدس تشریف لے جا رہے تھے تو قرب و جوار کی فوجوں کے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اپنی فوجوں پر اپنا قائم مقام کسی کو بنا کر مجھ سے مقام جابیہ میں آ کر ملیں۔ یہ سب امراء جابیہ پہنچے سب سے اول یزید بن ابی سفیان سے پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی یہ حضرات کچھ ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر سواری سے اترے اور پتھر اٹھا اٹھا کر ان حضرات کو مارنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ کس قدر جلد تم اپنے خیالات سے ہٹ گئے کہ اس ہیئت میں مجھ سے ملنے آتے ہو ابھی دو ہی برس سے تم کو پیٹ بھر کر ملنے لگی ہے جس پر یہ حالت ہو گئی ہے۔ اگر دو سو برس کی امارت کے بعد بھی تم اس ہیئت کو اختیار کرتے تو میں تمہاری جگہ دوسروں کو امیر بناتا انہوں نے معذرت کی اور عرض کیا کہ ہم نے ہتھیار لگائے ہوئے یہ کپڑا اوپر پہن لیا تھا۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سفر میں تھے۔ آپ کے دست مبارک سے کھانا کھاتے وقت لقمہ گر گیا۔ آپ اس کو اٹھا کر صاف کر کے منہ میں ڈالنے لگے عجمی لوگ یہ دیکھ رہے تھے۔ خادم نے چپکے سے یہ کہا کہ حضرت ایسا نہ کیجئے یہ عجمی لوگ گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانے کو بہت برا مانتے ہیں اور ایسی لوگوں کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ اانـزك سـنـة حبيبي لهؤلآء الحمقاء کیا میں ان بیوقوفوں کی وجہ سے اپنے محبوب ﷺ کی سنت کو چھوڑ دوں۔

اسلام کی بدولت عزت

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس وقت شام تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ایک جگہ کچھ گارا پانی آ گیا۔ آپ اونٹ پر سے اترے موزے اتار کر شانہ پر رکھ لئے اور اس میں گھس کر اونٹ کی نکیل ہاتھ میں پکڑ لی وہ ساتھ ساتھ تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے یہ ایسی بات کی کہ شام والے تو اس کو بڑی ذلت کی چیز سمجھتے ہیں۔ میرا دل نہیں چاہتا کہ اہل شہر آپ کو اس حالت پر دیکھیں۔ آپ نے ان کے سینہ پر ایک ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا۔ ابوعبیدہ! تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص ایسی بات کہتا تو میں عبرت انگیز سزا دیتا۔ ہم لوگ ذلیل تھے' اللہ قادر و کریم نے اسلام کی بدولت عزت عطا فرمائی۔ پس اب جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے عزت دی اس کے سوا جس چیز کے ساتھ عزت ڈھونڈیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دیں گے۔ حقیقتاً مسلمان کے لئے اصل عزت اللہ تعالیٰ کے یہاں کی عزت ہے۔ دنیا اور دنیا والوں کے نزدیک اگر ذلت ہوئی تو کیا اور کے دن کی۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم و قار و تمکیں
وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا

بادشاہ کے خط کو تنور میں ڈالنا

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جب کہ جان کائنات ﷺ نے ان کا بائیکاٹ کروایا تھا کہ کوئی ان سے

بات نہیں کرتا تھا۔ان کی بیوی بھی ان سے جدا کروادی تھی۔غرض زمین ان پر اپنی وسعت کے باوجود تنگ تھی۔اس حالت میں ان کے پاس شاہ غسان کا خط آیا کہ تمہارے سردار نے تم کو ذلیل کر رکھا ہے تم ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہیں عزت دیں گے۔ان کو خط پڑھ کر اتنا رنج ہوا کہ خط کو سامنے تنور میں ڈال دیا اور زبان حال سے فرمایا۔

تیرے مہر نالوں انہاں دا قہر چنگا

ہم نے اپنے بزرگوں کو خالفو الیهود والنصاری کا نمونہ دیکھا ان سچے عشاق کی ساری زندگیوں میں حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کو بہت نمایاں دکھایا۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ایک پیر بھائی صاحب نے ایک صحبت میں فرمایا۔ذرا سوچو تو! جس قوم کے آسمانی علوم (حضرت مسیح علیہ السلام کے لائے ہوئے علوم) کا چراغ علوم محمدی (قرآن وسنت) کے سامنے گل ہو گیا بلکہ من جانب اللہ منسوخ قرار دے دیا گیا اور براہ راست اس سے روشنی حاصل کرنے کی صاف ممانعت فرمادی گئی تو اس قوم کے اہواء و امانی (یعنی ان کے خود ساختہ نظریوں کو) اس حامل قرآن وسنت امت محمدیہ کا اختیار کر لینا اور اس کو صحیح طریقہ کار سمجھ لینا۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا قبیح اور کس قدر موجب غضب ہوگا؟ اور عقلاً بھی یہ بات کتنی غلط ہے کہ محمدی وحی کے محفوظ ہوتے ہوئے عیسائی قوموں کے طور طریقوں کی پیروی کی جائے۔کیا یہ علوم محمدی کی سخت ناقدری نہیں ہے؟

☆ حضرت خواجہ معصوم سرہندی قدس سرہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ سچ تو یہ ہے کہ دوستان محبوب سے محبت اور دشمنان محبوب سے عداوت لوازم محبت سے ہے۔محب صادق بے اختیار ان دونوں باتوں کو عمل میں لاتا ہے اور دوستان دوست کس قدر اچھے نظر آتے ہیں اور دشمان دوست کتنے زشت اور بدمعلوم ہوتے ہیں (یہ بات محتاج بیان نہیں) اور یہ بات عشق مجازی میں بھی بالکل ظاہر اور نمایاں ہے۔جو شخص دعوی دوستی کرے اس کا دعوی ہرگز قبول نہیں ہوگا۔جب تک محبوب کے دشمنوں سے اظہار بیزاری نہ کرے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قدکانت لکم اسوة حسنة فی ابراهیم الآیۃ۔ایک جگہ فرماتا ہے لقد کان لکم فیهم اسوة حسنة الآیۃ۔ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ طالب حق کو غلط قسم کے لوگوں سے بیزاری بھی ضروری اور ناگزیر ہے۔

روز کا وعدہ

بندہ روزانہ رات کی آخری نماز وتر میں اللہ تعالیٰ سے نخلع ونترك من یفجرك کا وعدہ کرتا ہے اور صبح فساق و فجار سے تعلق اور اپنی اولاد کے فسق و فجور پر راضی رہتا ہے۔یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔یہ دعا مالک دوجہاں ﷺ نے ہی سکھائی اور کفار سے لے کر مسلمین تک اور انبیاء سے لے کر اپنے متعلقین تک سے ان کے فجور کے سبب سے بقدر اس کے فجور کے مقاطعہ (بائیکاٹ) کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

☆ حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے محبوب کبریاء ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بندہ صریح ایمان نہیں پاسکتا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کے لئے بغض نہ کرے، جس کسی میں یہ صفت پیدا ہوگئی کہ وہ اللہ کے لئے محبت رکھتا ہے اور اللہ کے لئے بغض رکھتا ہے تو وہ مستحق ولایت ہوگیا (رواہ احمد)۔

عبرت انگیز واقعہ

☆ حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ نے اپنے مکاتیب میں ایک بڑا قابل عبرت قصہ لکھا ہے۔فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کی عیادت کو گیا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ انتقال کا وقت بالکل قریب ہے۔میں نے اس پر

توجہ ڈالی تو اس کے دل کو ظلمتوں سے بھرا ہوا پایا۔ ہر چند میں نے توجہ کی کہ اس کے دل پر سے یہ ظلمتیں دور ہو جائیں مگر دور نہ ہوئیں بڑی دیر توجہ کے بعد محسوس ہوا کہ یہ ظلمتیں اہل کفر سے دوستی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ یہ تو توجہ سے زائل نہ ہوں گی، جہنم کے عذاب ہی سے زائل ہوں گی (مکتوبات دفتر اول حصہ چہارم)۔

کس قدر خوف اور عبرت کا مقام ہے کہ بعض کدورتیں دل پر ایسی پیدا ہو جاتی ہیں کہ اللہ والوں کا تعلق جو اکسیر ہے وہ بھی ان کے مقابلہ میں بے کار ہو جاتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے اذاثبت الشی ثبت بجمیع لوازمه وانتفاء موانعه یعنی جب کوئی چیز بکمالہ ثابت اور موجود ہوگی تو اپنے تمام لوازمات اور موانع کے انتفاء کے ساتھ ہوگی۔ تو ادھر تو محبت کا دعویٰ اور ادھر محبوب کے دشمنوں کے ساتھ چاہے فی الجملہ ہی تعلق ہو یہ کیا؟ هذاالعمری فی الفعال بدیع شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ تو ایسے دوست سے ہاتھ دھو لینے تک کو فرماتے ہیں۔

بشو اے خرد مندزاں دوست دست
کہ بادشمنانت بود ہم نشست!

یعنی اگر تو عقلمند ہے تو ایسے دوست سے جو تیرے دشمنوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو ہاتھ دھو لے یعنی اس سے دوستی کی امید مت رکھ اور دوستی اس سے ختم کر لے۔

بغض کے اظہار کے آداب وشرائط

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اہل معاصی کے بغض کے ساتھ اللہ کے یہاں تقریب حاصل کرو اور ان سے ترش روی سے ملو اور ان سے ناراضی میں اللہ کی رضا تلاش کرو (جامع صغیر)۔ عزیزی شارح جامع صغیر نے لکھا کہ مطلب یہ ہے کہ اس معصیت سے بغض رکھو نہ کہ اس شخص کی ذات سے اور یہی مطلب ہے ان سب احادیث کا۔ جہاں اس قسم کے مضامین وارد ہوئے ہیں کہ آپس کے تعلقات کی وجہ سے اس میں جو معصیت ہے وہ بھی ہلکی نہ بن جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس معصیت کی وجہ سے اس میں جو صفت اسلام سے وہ نظر انداز نہ ہو جائے۔ ان دونوں افراط وتفریط کے درمیان میں اعتدال ہے یہی اصل تعلیم ہے اور یہی ہر چیز کو اس کے درجہ میں رکھتی ہے۔ جس کے ہم لوگ مامور ہیں یہ تو مسلمانوں کے بڑے اعمال کے متعلق طرز عمل کا بیان تھا لیکن شریعت میں اس طرز عمل اور اعتدال کا یہاں تک اہتمام کیا گیا کہ کفار کی بدترین چیز بتوں کو بھی گالیاں دینے سے منع فرما دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تبراالذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوآ بغیر علم یعنی تم گالیاں نہ دو ان (معبودوں) کو جن کو یہ مشرک اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کیونکہ تمہارا ایسے کرنے سے) پھر وہ لوگ بوجہ جہل کے حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے اور ارشاد ہے ولا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا یعنی ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام میں جانے سے روک دیا ہے وہ بغض تمہارے لئے اس کا باعث بن جائے کہ تم حد سے گزر جاؤ۔

غور کریں کہ یہاں کفار کی مخالفت کیسی سخت اور مذموم تھی لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو ان کی مخالفت میں بھی حد سے تجاوز کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ظاہری آداب اور اصولی بغض کے اظہار کے بہت ہیں جو عرصہ تک تبلیغ وارشاد کا کام کرنے کے بعد معلوم ہوا کرتے ہیں۔ ان میں ایک نرمی سے گفتگو کرنا۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ کرنے سے بڑھ کر کوئی جرم اور برائی نہیں ہو سکتی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون کی اصلاح کے ملئے بھیجا گیا تو قولا لہ قولالینا کا حکم فرمایا۔ آداب میں ایک چیز یہ ہے کہ پہلے مانوس کرو پھر بات کرو اسی طرح ایک یہ ہے

کہ مناسب موقع اور تدریج کا لحاظ کرو کہ جب مخاطب میں دل کے کانوں سے سننے اور ماننے کی استعداد کی توقع ہو جائے تب بات کی جائے اس سلسلہ میں خیال تو بہت کچھ لکھنے کا تھا اور اس بارے میں اپنے اکابرین کے واقعات بھی بہت ہیں مگر رسالہ کا حجم بڑھ جانے کا ڈر ہے اس لئے اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

سب باتیں ایک ہی اصول میں سمائی ہوئی ہیں کہ معصیت سے دل میں شدید نفرت وبغض ہونا چاہئے اور عاصی اور مبتلیٰ بہ پر دل میں ترس' شفقت اور اس کی اصلاح کے لئے دلسوزی' توجہ اور فکر ہونا چاہئے جیسے کہ اپنے ماں باپ یا بیٹے کے جسم پر نہایت بدبودار پھوڑا نکل آئے یا ایسا کوئی قابل نفرت مرض ہو جائے تو ماں اور بیٹے کی ذات سے نفرت نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ شفقت ہوتی ہے ان کے مرض کے اثرات سے اپنے کو بچاتے ہوئے علاج کا فکر اور تدبیر کی جاتی ہے جس میں کبھی مریض کی تسلی کی ضرورت ہوتی ہے کبھی ڈانٹ ڈپٹ اور سختی کی بھی۔

یہاں ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ بعض کامل مشائخ سے کبھی کبھی ان سارے اصولوں اور آداب کے خلاف بعض وقت انتہائی نرمی کا معاملہ ظاہر ہوتا ہے جو بظاہر مداہنت اور چاپلوسی کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض وقت انتہائی سختی کا جس سے بظاہر خطرہ ہوتا ہے کہ مخاطب برگشتہ ہو کر اپنا حال مزید خراب کرلے گا اور آئندہ اس کے قریب آنے کی توقع نہیں رہے گی۔ تو اس میں عام آدمی کو ان کی ریس کرنا مناسب نہیں۔ ان کا طرز عمل بعض وقت الہامی طور پر باذن اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور بعض وقت ان کی قوت نسبت اور اخلاص کی وجہ سے دونوں صورتوں میں برا اثر نہیں ہوتا بلکہ یہ نشتر کامیاب ہو جاتا ہے اور بعض وقت وہ حضرات غلبہ حال کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں۔ مصالح وآداب کا خیال نہیں کر سکتے ایسی حالت میں نہ تو ان پر ملامت ہو سکتی ہے نہ اتباع۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند درنوشتن شیر و شیر

ضروری وضاحت

آج کل ہم لوگ اخلاق شرعی کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں۔ عرفی اخلاق ہی کو جانتے ہیں اور اس طرح غیرت دینی اور حمیت دینی سے بھی بالکل کورے ہیں۔ اگر غیرت کا مادہ کسی میں ہے بھی تو وہ اپنی ہی عزت نفس کی خاطر ابھرتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ سامنے آتا ہے تو نہایت بے غیرتی سے ہم حلم بردباری اور صلح کلی کا مطالبہ کرتے ہیں اور سچے عشاق اور سچے اخلاق والوں پر طعن کرتے ہیں۔ اسی طرح کبھی مداہنت اور مدارات کا فرق نہ سمجھ کر اللہ والوں پر معترض ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا جملہ اخلاق حسنہ مثل تواضع حلم' بردباری وغیرہ سے متصف ہونا ضروری ہے اور ولایت میں سب سے بڑھ کر رتبہ صحابہ کرام کا ہے۔ ان میں یہ صفات بدرجہ اتم تھیں۔ پھر ان سے بڑھ کر انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان سب سے بڑھ کر رحمۃ اللعالمین ﷺ ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وانك لعلى خلق عظیم کہ آپ ﷺ کے بڑے عظیم اخلاق ہیں اور محبوب کبریاء ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو حسن اخلاق کی تکمیل کرنے کے لئے ہی بھیجا گیا ہوں (مشکوٰۃ)۔ ارشاد فرمایا کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی میرے رب نے براہ راست میری تربیت کی ہے اور خوب سے خوب تر کی ہے۔

واقعات اولیاء وانبیاء کے حلم وبردباری اور درگزر کرنے کے جتنے واقعات ہیں وہ سب ان کی اپنی ذات اور اپنے نفس کے متعلق ہوتے ہیں لیکن دین کے بارے میں ان حضرات کے شرعی خلق کا بھی نمونہ دیکھیں۔ صحابہ کرام کی پاک زندگی میں اور اولیاء کرام کے واقعات میں اس کے کچھ نمونے گذشتہ اوراق میں گزر چکے۔ قرآن مجید میں یہ

آیتیں بھی ہیں۔

☆ اخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ جو اخلاق موسیٰ کا بہترین نمونہ ہے کہ غیرت دینی میں انہوں نے اپنے بھائی تک (جو نبی بھی تھے) پر اس درجہ غصہ کا اظہار فرمایا کہ ان کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر اپنے طرف کھینچا۔ ھذا فراق بینی و بینا جو اخلاق خضر کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ میں شرائط صحبت نہ پا کر تربیت ختم کر دی۔

☆ ولیجد وافیکم غلظہ میں خوش خلقی ہی کی تعلیم عام مسلمانوں کو دی جارہی ہے۔

☆ لاتقم فیہ ابدا محبوب کریم ﷺ کو خوش اخلاقی ہی کی تعلیم ہے کہ اغیار کی ظاہرداریوں پر نہ جایئے اور ان کے ہر معبد کو خدا ہی کے لئے نہ سمجھ لیجئے۔

☆ عفی اللہ عنک لم اذنت لھم میں خوش اخلاقی ہی کی تعلیم محبوب ﷺ کو دی جارہی ہے کہ اذن دینے میں توقف لازم تھا کہ حق ظاہر ہو جاتا۔

☆ واغلظ علیھم میں محبوب کریم ﷺ جیسے رحیم و کریم اور فطری نرم دل کو ذرا غلظت کا حکم دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جہاں رحمت و رأفت خوش اخلاقی ہے وہاں غلظت بھی خوش اخلاقی ہے۔

☆ اشدآء علی الکفار اور اعزۃ علی الکافرین میں خوش اخلاق مسلمانوں ہی کی مدح ہو رہی ہے۔

☆ ولاتتولوا قوما غضب اللہ علیھم اور ولا ترکنوا الی الذین ظلموا میں کفار سے دلی دوستی سے بھی سختی سے روکا گیا ہے اور ان کی طرف دل کے ذرا ذرا سے میلان کو ان کی وضع قطع اپنانے سے بھی روکا ہے۔

اسی طرح ذخیرہ احادیث میں:

☆ خالفوا الیھود والنصاری میں محبوب دو جہاں ﷺ ہم کو تعلیم دے رہے ہیں کہ یہود و نصاری سے (اور مشرکین و کفار سے بدرجہ اولیٰ) معاشرت اور تہذیب سے الگ اپنی معاشرت بناؤ اور ان کی مخالفت کو محافظ دین جانو۔

☆ محبوب کبریاء ﷺ نے پچاس دن تک اپنے تین صحابیوں سے بولنا خود ترک کر دیا اور سب کو ان کا بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انجیل پڑھنے اور اس کی تحسین کرنے پر محبوب کبریاء ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔

دیکھئے یہ سب اخلاق الٰہی اور اخلاق نبوی ہیں۔ غصہ میں دوسرے کے سر اور داڑھی کے بال پکڑنا، قطع تعلق کرنا، چہرہ کا سرخ ہو جانا وغیرہ۔ لہٰذا اپنی جہالت کی وجہ سے اللہ والوں کو بدخلق کہنا اپنی عاقبت خراب کرنا ہے۔ یہ وضاحت تو بطور جملہ معترضہ درمیان میں آ گئی بیان تو اظہار بغض کے آداب کا تھا۔ محترم قارئین کرام! شرعی احکام کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے۔ یہاں بھی بغض کے اظہار کے جو آداب اور حدود بیان ہوئے کہ معصیت سے بغض رکھا جائے عاصی سے بغض نہ رکھا جائے اس عمل کا باطن بھی ہے۔ جس کے دو پہلو ہیں۔ اول یہ کہ اپنے کو کسی بھی عاصی سے افضل نہ سمجھے اور دل میں اس کی ذات کی حقارت نہ لائے۔ البتہ معصیت سے اظہار نفرت اور اس کے بیزاری یا اس کو ختم کرنے کے لئے جو تدبیریں عمل میں لائی جائیں گی ان میں اکثر عاصی کی ذات سے قطع تعلق بلکہ حسب موقع و مصلحت مار پٹائی تک بھی ہو سکتی ہے۔ ان سارے کاموں میں تکبر سے اپنی بہت حفاظت کرے

اور برائی کو حکمت سے ختم کرے۔ کبھی ایک برائی کو ختم کرنے میں اپنے اور غیر کے اندر دس نئی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ باطن کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ اظہار بغض (لـلـه و فی الله) ہو اس میں نفس کی آمیزش نہ ہو جسے سفاء نفس کہتے ہیں جیسے کسی کے سامنے ذلیل ہونا اور جھکنا کوئی اچھی بات نہیں مگر یہی بات اللہ کے لئے ہو تو انسان کو حقیقی بلندی دلانے والی اعلیٰ صفت ہے۔ اسی طرح بغض کا شمار بھی اپنی ذات کے اعتبار سے رذائل میں ہوتا ہے' بغض رکھنے والے کے متعلق بہت خطرناک وعیدیں ہیں لیکن جب یہ للہ فی اللہ ہو تو ایمان اور محبت الٰہی کا لازمی جزو کہلاتا ہے اس کے متعلق دو قصے لکھ کر اس فصل کو بھی ختم کرتا ہوں۔

شراب کے سو مٹکے

☆ ایک بزرگ کشتی پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ اس کشتی میں سو مٹکے شراب کے بھی رکھے ہوئے تھے جو کسی جابر بادشاہ کے لئے لے جائے جا رہے تھے۔ اس بزرگ نے اپنی لاٹھی لے کر ننانوے مٹکے توڑ دیئے لیکن ایک مٹکہ کے پاس جب پہنچے تو اس کو نہیں توڑا۔ منزل پر پہنچ کر بادشاہ کے ملازمین نے اس بزرگ کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے حاضر کر دیا اور ننانوے مٹکے توڑنے اور ایک کو باقی چھوڑ دینے کا واقعہ سنایا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ جب تم نے اتنی جرأت اور گستاخی کر لی تھی کہ ننانوے توڑ دیئے تو ایک کو کیوں چھوڑ دیا؟ بزرگ نے جواب دیا کہ میں نے بغض فی اللہ میں توڑے تھے اب جو تمہارا جی چاہے تم کر لو۔ بادشاہ نے پوچھا کہ پھر ایک کو کیوں چھوڑ دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب ننانوے تک نوبت پہنچی تو میرے دل میں اپنی جرأت کا خیال آیا اور نفس خوش ہوا پس اب اس نئے جذبہ کے تحت کچھ کرتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص نہ رہتا۔ اس لئے اس کے توڑنے کو فضول عمل سمجھتے ہوئے نہ توڑا۔ بادشاہ پر ان کے اخلاص کا یہ اثر ہوا کہ بجائے بزرگ کو سزا دینے کے خود ہی ہمیشہ کے لئے شراب سے توبہ کر کے اس مٹکے کو خود ہی توڑ دیا۔

اخلاص کی تاثیر

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور قصہ ہے کہ آپ کا ایک کافر سے مقابلہ ہوا جسے بغض فی اللہ میں قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب آپ اس کو گرا کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے اور قتل کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نے چہرہ انور پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کو چھوڑ کر الگ کھڑے ہو گئے۔ وہ حیران رہ گیا پوچھا کہ میری اس حرکت سے تو آپ کو اور زیادہ میرے قتل میں جلدی کرنا چاہئے تھی' آپ نے کیوں چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ تیری اس حرکت سے میرے نفس میں جنبش آئی اور میرے غصہ میں نفسانیت شامل ہو گئی' خالص اللہ کے لئے نہ رہا اس کافر اور دشمن پر اس اخلاص کی تیز روشنی نے بجلی کا کام کیا اور اس کے سینہ کی کدورت اور کفر کی ظلمت کو ختم کر دیا۔ اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔ یا اللہ ہمیں بھی اخلاص کا کوئی شمہ نصیب فرما دے اور اسی پر خاتمہ فرما۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علی سیدنا النبی الکریم الذی هو بالمومینین رؤف رحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوریٰ ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنیٰ و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوہ
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھنچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہو گا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارجِ اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہِ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
☆	باعث تسکینِ دل و جان صلی اللہ علیہ وسلم	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن